

سوڈ پر شرعی عدالتی فیصلہ، اپیل کی واپسی

حقائق، خدشات، حل

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی[○]

اس مضمون میں چند بڑے بنیادی سوال اٹھائے گئے ہیں، جن پر ڈاکٹر شاہد حسن پہلے بھی متوجہ کرتے آئے ہیں۔ لیکن وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے، اور اس پر حکومت کی جانب سے عمل کی آمادگی نے اس ضرورت کو اور زیادہ بڑھایا ہے کہ ان کے اٹھائے ہوئے سوالوں کا شافی جواب تلاش کیا جائے، اور موجودہ نظام کی خامیوں کو برقرار (perpetuate) نہ رکھا جائے، اور آگے بڑھنے سے قبل فوری طور پر ان کی اصلاح کی چٹنگی اور واضح شفافیت کے ساتھ تدابیر کی جائیں۔ اس لیے، اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ علما اور اسلامی معاشیات و مالیات کے ماہرین کا ایک بورڈ بنایا جائے، جو اس فیصلے کی روشنی میں درست طور پر اسلامی بنکاری نظام کے تمام خدوخال کو متعین کرے اور اس نظام کو محض وفاقی شرعی عدالت کی مبہم صورت سے نکال کر، حقیقی معنی میں شریعت کی بنیاد (Shariah Based) بنائے۔ اس بورڈ کی رہنمائی اور اس کی تعمیل کا جائزہ پارلیمنٹ اور قوم کے سامنے وقتاً فوقتاً پیش کیا جائے۔ (ادارہ)

وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے ۹ نومبر ۲۰۲۲ء کو یہ حیران کن بیان دیا کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور نیشنل بینک آف پاکستان وفاقی شرعی عدالت کے ۲۸ اپریل ۲۰۲۲ء کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بینچ میں داخل کردہ اپیلیٹ فوری طور پر واپس لیں گے۔

○ چیئرمین، ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس، کراچی

انہوں نے مزید کہا کہ حکومت سود کے خاتمے کے ضمن میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر جلد از جلد عمل درآمد کرنے کی پوری کوشش کرے گی۔ جمعیتہ العلماء اسلام پاکستان، اسلامی نظریاتی کونسل اور چند ممتاز علمائے دین کی طرف سے اپیلیں واپس لینے کے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ یاد رہے نجی شعبے کے تین بنکوں نے بھی وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف عدالت عظمیٰ میں اپیلیں دائر کی تھیں۔ اب تک ان بنکوں کی جانب سے اپیلیں واپس لینے کا کوئی عندیہ نہیں دیا گیا۔ چنانچہ انہی تین بنکوں کی اپیلوں کی وجہ سے وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ معطل ہو جائے گا۔ اس طرح اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک کی جانب سے اپیلیں واپس لینا ایک بے معنی مشق بن کر رہ جائے گا۔

اگر وفاقی حکومت اور اسٹیٹ بینک کے دباؤ پر نجی شعبے کے یہ تین بڑے بنک بھی اپنی اپیلیں واپس لیتے ہیں، تو اُس سے بھی ایک سنگین صورت پیدا ہو جائے گی، کیونکہ اپنے فیصلے میں وفاقی شرعی عدالت نے بغیر کسی تحقیق کے، اسلامی بنکاری کے جھنڈے تلے کام کرنے والے بنکوں میں رائج ڈیپازٹس، فنانسنگ اور سرمایہ کاری وغیرہ کی متعدد ایسی پراڈکٹس کو بھی شریعت کے مطابق قرار دیا ہے، جو شرعی اصولوں سے قطعاً مطابقت نہیں رکھتیں اور ان میں سود کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ اگر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی متعدد فاش غلطیوں کو سپریم کورٹ کے شریعت ایپیلیٹ بنچ کی جانب سے ٹھیک نہیں کیا جاتا، تو یہ دستور پاکستان کی شق ۳۸ اور ۳۹ (ایف) کی بھی خلاف ورزی ہوگی اور آئندہ کئی عشروں تک پاکستان میں ایک نہ ختم ہونے والی عدالتی کشاکش کے زیر سایہ رائج الوقت سودی نظام معیشت و بنکاری پوری آب و تاب سے پھلتا پھولتا رہے گا۔

اس تشویش ناک صورت حال کے پیش نظر ہم نے اسٹیٹ بینک اور بنکوں کی جانب سے اپیل دائر کرنے کے فیصلے کے فوراً بعد سپریم کورٹ کو خط لکھ کر استدعا کی تھی کہ ”عدالت عظمیٰ ان اپیلوں کی سماعت روزانہ کی بنیاد پر کرے اور وفاقی شرعی عدالت کے ۲۸/۱۷ اپریل ۲۰۲۲ء کے فیصلے میں اسلامی بنکوں کی شریعت سے متضاد بعض پراڈکٹس کو اسلامی اصولوں کے مطابق قرار دینے کے فیصلے کو بھی کالعدم قرار دے“۔

اب سے ۲۵ برس قبل پاکستان کی وفاقی حکومت نے ۳۰ جون ۱۹۹۷ء کو سپریم کورٹ کے شریعت ایپیلیٹ بنچ سے استدعا کی تھی کہ ”وفاقی شرعی عدالت کے ۱۹۹۱ء کے فیصلے کے خلاف

۱۹۹۲ء میں عدالت عظمیٰ میں دائر کردہ وفاقی حکومت کی اپیل واپس لینے کی اجازت دی جائے۔“ شریعت اپیلیٹ بنچ نے حکومت کے سیاسی عزائم کو بھانپتے ہوئے اپیل واپس لینے کی وفاقی حکومت کی استدعا کو مسترد کر دیا تھا۔ اب ۲۵ برس بعد تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ وفاقی حکومت کے ایما پر اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر کردہ اپیلیں واپس لینے کی جو استدعا کی ہے، اس کے مضمرات پر غور کرتے ہوئے اس درخواست کو مسترد کر کے ان اپیلوں کی سماعت روزانہ کی بنیاد پر کی جائے۔

وفاقی حکومت، اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے (۲۸/۱۲۸ اپریل ۲۰۲۲ء) میں متعدد سقم موجود ہیں۔ ان دونوں بینکوں کی جانب سے اس فیصلے کے خلاف اپیلیں دائر کرنے کا مقصد یہ نظر آتا ہے کہ ملک میں اسلامی نظام معیشت و بنگاری کے نفاذ میں ممکنہ حد تک تاخیر جاری رہے اور رکاوٹیں کھڑی رہیں، کیونکہ اس نظام سے طاقت ور اور مال دار طبقوں کے ناجائز مفادات پر ضرب پڑتی ہے۔ یہ اپیلیں واپس لینے کے فیصلے سے موجودہ حکومت صرف سیاسی فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ان اپیلوں کو واپس لینے کے باوجود متعدد وجوہ کی بنا پر آنے والے برسوں میں معیشت سے سود کے خاتمے کے ضمن میں کسی معنی خیز پیش رفت کا امکان نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان اپیلوں کی سماعت کے دوران سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ کو موقع ملے گا کہ وہ شرعی عدالت کے فیصلے میں پائے جانے والے سقم اور غلطیوں کو درست کر سکے۔

چند بنیادی حقائق

مندرجہ بالا گزارشات کی مزید وضاحت کے لیے چند مزید حقائق پیش خدمت ہیں:

۱- وفاقی شرعی عدالت نے اپنے ۲۸/۱۲۸ اپریل ۲۰۲۲ء کے فیصلے میں اسلامی بنگاری کے جھنڈے تلے کام کرنے والے بینکوں کی سود پر مبنی یا شریعت سے متصادم ڈیپازٹس اور فنانسنگ وغیرہ کی پراڈکٹس کو بلا تحقیق شریعت کے مطابق قرار دیا ہے۔ چنانچہ، یہ آزد ضروری ہے کہ سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بنچ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیلوں کی سماعت کے دوران ان پراڈکٹس کا باریک بینی سے جائزہ لے، خصوصی طور پر اپیشل مشارکہ پول، کرنسی سلم، کموڈٹی مراجمہ، اور رنگ مشارکہ وغیرہ۔ اسلامی بینکوں کے نام سے کام کرنے والے اداروں میں

رقوم جمع کرانے والے یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی بنکوں کی جانب سے ان کی رقوم پر ملنے والا منافع حلال ہے، حالانکہ شریعت سے متصادم پراڈکٹس کی آمدنی سے جو منافع کھاتے داروں کو ملتا ہے، اس میں سود کی آمیزش ہوتی ہے۔

۲- اسلامی بینک نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر جمع کرائی گئی رقوم پر اپنے کھاتہ داروں کو منافع شرعی اصولوں کے مطابق نہیں دے رہے۔ ایک بینک کی جاری کردہ اسلامک بینکنگ آپریشنز کے شریعہ بورڈ کی رپورٹ میں یہ اعتراف موجود ہے کہ کھاتہ داروں کو منافع اسٹیٹ بینک کی ہدایات کے مطابق دیا جا رہا ہے، یعنی شرعی اصولوں کے مطابق نہیں۔ یہ حقیقت اپنی جگہ برقرار ہے کہ اسلامی بینک درحقیقت سودی بنکوں کے مقابلے میں بھی کم شرح سے منافع دے رہے ہیں، جب کہ ایکویٹی کے تناسب سے اسلامی بنکوں کی اوسط سالانہ شرح منافع، سودی بنکوں کی اوسط سالانہ شرح منافع سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ ناانصافی اور استحصال کی واضح مثال ہے۔ اسلام میں سود کو حرام اس لیے بھی قرار دیا گیا ہے کہ ”یہ ظلم و ناانصافی کا سبب بنتا ہے“۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے میں اسلامی بنکوں کی اس پراڈکٹ کو شریعت کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔ سپریم کورٹ کے شریعت ایپیلیٹ بینچ کو اس بنیادی غلطی کو درست کرنا ہوگا۔

۳- اسٹیٹ بینک نے ۲۰۱۴ء میں جاری کردی سرکلر لیٹر نمبر ۲ میں اسلامی بنکوں کو ’کرنسی سلم‘ یعنی کرنسیوں کی تاخیر یا مؤخر ادائیگی کی بنیاد پر تبادلے کی اجازت دی ہوئی ہے، حالانکہ یہ ’ربا‘ کے زمرے میں آتا ہے۔ اسٹیٹ بینک کے یہ احکامات اجماع اُمت کے خلاف ہیں۔ دُنیا بھر میں علما اس امر پر متفق ہیں کہ جس طرح سونے اور چاندی کے درمیان تبادلہ دست بدست ہونا چاہیے، اسی طرح دو مختلف کرنسیوں کے درمیان تبادلہ بھی دست بدست ہونا چاہیے۔ چنانچہ اگر یہ تبادلہ تاخیر سے ہوتو یہ ’ربا‘ ہے۔

آج کل سودی بیکاری کے تحت دُنیا میں دو مختلف کرنسیوں کے تبادلے کثرت سے ہوتے ہیں، مثلاً ڈالر اور روپے کا تبادلہ اس طرح ہوتا ہے کہ ایک کرنسی کی سپردگی مستقبل کی کسی تاریخ میں ہوتی ہے۔ یہ ایک طرف سود کا دروازہ کھولتا ہے اور دوسری طرف سٹے بازی کی راہ ہموار کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی بیکاری کے تحت سود سے بچنے کے لیے ان دونوں کرنسیوں کا تبادلہ دست بدست ہونا چاہیے۔

انسٹریٹنشل فقہ اکیڈمی جدہ اور اسلامی مالیاتی اداروں کی اکاؤنٹنگ اور آڈٹنگ کی تنظیم (ایانی) کا بھی یہ متفقہ موقف ہے کہ ”کرنسی میں مستقبل کے سودے نہیں ہو سکتے“۔ چنانچہ کرنسی میں سلم اور مؤخر مراحجہ نہیں ہو سکتا۔ اصول یہ ہے کہ موجودہ زرنقدی (کاغذی کرنسی) پر وہی شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں، جو سونے اور چاندی (دینار اور درہم) کے ہیں۔

وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلے (۲۸/اپریل ۲۰۲۲ء) میں ’ربا‘ کی تین اقسام کا بھی ذکر کیا ہے، مثلاً گندم کا گندم سے تبادلہ، اگر برابر نہ ہو اور دست بدست نہ ہو تو وہ ’ربا‘ ہے۔ اسی طرح گندم کا جو کے ساتھ مؤخر سپردگی کے ساتھ تبادلہ ’ربا‘ ہے۔ یہ اقسام اب دُنیا میں رائج نہیں ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت نے بہر حال یہ نہیں بتلایا کہ اگر روپے اور ڈالر یعنی دو مختلف کرنسیوں کے درمیان تاخیر یعنی مؤخر سپردگی کی بنیاد پر تبادلہ ہو تو یہ بھی ’ربا‘ ہے۔ اس طرح کرنسی سلم کو عملاً سند جواز عطا کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ کرنسی سلم کے تحت اسلامی بنکوں میں سودی کاروبار فروغ پاتا رہے گا اور سودی کاروبار کی آمدنی سے اسلامی بنک اپنے کھاتے داروں کو منافع دیتے رہیں گے۔ سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بنچ کو کرنسی سلم کی ممانعت کرنا ہوگی۔

۴- سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ نے جون ۲۰۰۲ء میں ’ربا‘ کا مقدمہ وفاقی شرعی عدالت کے پاس واپس بھیجا تھا، اور یہ ہدایت بھی دی تھی کہ وہ بیرونی کرنسیوں کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی اور افراطِ زر کی روشنی میں انڈیکسیشن کے معاملے پر بھی فیصلہ دے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اس حکم کی پابندی نہیں کی اور اس پیچیدہ مسئلے سے پہلو بچایا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیلوں کی سماعت کے دوران شریعت اپیلیٹ بنچ کو اس ضمن میں بھی فیصلہ دینا ہوگا، وگرنہ آنے والے برسوں میں یہ معاملہ پھر عدالتوں کے پاس جائے گا۔

۵- سپریم کورٹ میں ۲۰۰۲ء میں سود کا مقدمہ زیر سماعت تھا، مگر فیصلہ اسلامی بِنکاری کے نفاذ کا کیا گیا۔ اس پس منظر میں اب ۲۰۲۲ء میں بنکوں کی اپیلیٹس واپس لینے کا پُر اسرار فیصلہ کیوں؟ اب سے تقریباً ۲۰ برس قبل جب سود کے مقدمے میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیلیٹس سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ میں زیر سماعت تھیں، تو ایک اعلیٰ اختیاراتی اجلاس کے فیصلے کے تحت اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال ۲۰۰۱-۲۰۰۲ء میں کہا گیا تھا کہ اگرچہ

’ربا‘ (سود) کا مقدمہ عدالت میں چلتا رہے گا، مگر اسٹیٹ بینک اسلامی بنکاری کے نظام کو سودی بنکاری کے ساتھ متوازی طور پر چلائے گا۔ علما و مفتی صاحبان یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ بنکاری کا یہ متوازی نظام غیر اسلامی ہے۔ یہ بات ہم نے اسی وقت بیان کر دی تھی۔ اس متوازی نظام کو اسٹیٹ بینک کے شریعہ بورڈ کی آشیر باد حاصل ہی ہے۔ اس شریعہ بورڈ کے سربراہ ڈاکٹر محمود احمد غازی اور مفتی تقی عثمانی بھی رہ چکے ہیں۔ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ برقرار ہے کہ اب ۲۰۲۲ء میں بھی اسلامی بنکوں میں جو پراڈکٹس استعمال کی جا رہی ہیں، ان میں سے کچھ میں سود کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے جس کی توثیق ۲۸ اپریل ۲۰۲۲ء کے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے میں کر دی گئی ہے۔

۶- وفاقی شرعی عدالت نے ۲۸ اپریل ۲۰۲۲ء کے فیصلے میں کہا ہے کہ کوئی بھی شخص یا ادارہ اگر یہ سمجھتا ہے کہ اسلامی بنکوں کی کوئی بھی پراڈکٹ شریعت کے مطابق نہیں ہے، تو وہ کسی بھی وقت وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔

اگر سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ نے وفاقی شرعی عدالت کے ۲۸ اپریل ۲۰۲۲ء کے فیصلوں کی غلطیوں اور سقم وغیرہ کو درست نہیں کیا تو خدشہ یہ ہے کہ آنے والے برسوں میں نیک نیتی یا بد نیتی سے کوئی بھی شخص یا ادارہ وفاقی شرعی عدالت میں اسلامی بنکوں کی متعدد پراڈکٹس کو غیر اسلامی قرار دینے یا افراط زور اور انڈیکسیشن وغیرہ کے مسئلے کو اٹھا کر، یا کسی اور متنازع معاملے کو جواز بنا کر وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔ اور پھر اس مقدمے کا فیصلہ آنے میں برس ہا برس لگ سکتے ہیں، جب کہ اس فیصلے کے خلاف اپیل سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ میں بھی دائر کی جاسکتی ہے۔

اس سنگین صورت حال سے بچنے کا واحد قابل عمل راستہ صرف یہ ہے کہ سپریم کورٹ کا شریعت اپیلیٹ بینچ ۲۸ اپریل ۲۰۲۲ء کے فیصلے کے خلاف دو بنکوں کی اپیلوں کی واپسی کی استدعا مسترد کر کے ان کی سماعت روزانہ کی بنیاد پر کرے اور ان ماہرین سے بھی معاونت طلب کرے، جنہوں نے ۱۹۹۹ء میں ’ربا‘ کے مقدمے میں اپنی گزارشات عدالت عظمیٰ کے سامنے پیش کی تھیں، تاکہ تمام متنازع امور نمٹا کر سود کے خاتمے کے ضمن میں حتیٰ اور جامع فیصلہ صادر کیا جاسکے۔

وفاقى حكومت كے كرنے كا اصل كام

آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کی شق ۳۸ (ایف) میں کہا گیا ہے: ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ (معیشت سے) جلد از جلد ربا کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ہم تجویز پیش کرتے ہیں کہ پارلیمنٹ کی منظوری سے اس شق میں یہ اضافہ کر دیا جائے کہ ”سود ہر شکل میں ربا کے زمرے میں آتا ہے“۔ اس کے بعد شرعی عدالتوں میں سود کے حرام نہ ہونے کا معاملہ زیر بحث لایا ہی نہیں جاسکے گا۔

• تنبیہ: وفاقی وزیر خزانہ نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ”موجودہ حکومت وفاقی شرعی عدالت کے ۲۸ اپریل ۲۰۲۲ء کے فیصلے پر جلد از جلد عمل درآمد کرنے کی پوری کوشش کرے گی“۔ اس کے تباہ کن مضمرات کا سوچ کر ہماری روح کانپ جاتی ہے کیونکہ اس سے ایک طرف اسلامی بنکاری کے نام پر سودی نظام فروغ پاتا رہے گا، اور دوسری طرف یہ حقیقی خطرہ موجود رہے گا کہ اسلامی بنکاری کے جھنڈے تلے رائج اس نظام کو آگے چل کر شرعی عدالتیں غیر اسلامی اور سود پر مبنی قرار دے سکتی ہیں۔